عاشقوں کے لیے "تبع حمیری" کا وہ دل چسپ واقعہ کہ جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے آپ کی ولادت باسعادت کی خوش خبری دی گئی

میلاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت

محمد راحت خاں قادری
دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی

المکتب النور

نام کتاب........... میلادِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت

مؤلف............ محمد راحت خاں قادری

پروف ریڈنگ....... مفتی محمد عظیم الشان نوری مرکزی

مفتی محمد انور علی مصباحی

صفحات............ 18

اشاعت........... ماہ ربیع النور ۱۴۴۷ھ بموقع ۱۵۰۰ سالہ

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ناشر............... المکتب النور

حقوق............. بحق ناشر محفوظ

رابطہ نمبر............ +919412684116

مشمولات

مضامین	صفحات
تبع حمیری کا قافلہ	05
مکہ کی خاموشی اور خانۂ کعبہ کی آواز	06
آسمانی عذاب اور حکمت کا نور	08
ایمان کی روشنی اور میلاد کی نوید	11
غیر آباد مدینہ اور میلاد کی امید	12
ایک خط جو میلادِ نبوی ﷺ کی نوید لے کر آیا	13
ہزار سال کا انتظار اور میلاد کی روشنی	15
حضور ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد اور میلاد کا جشن	17

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِي أَنَارَ الْقُلُوبَ بِنُورِ الْهِدَايَةِ، وَجَعَلَ بَيْتَهُ الْحَرَامَ مِحْوَرًا لِلْأَرْوَاحِ التَّوَّاقَةِ إِلَى النَّجَايَةِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، نُورِ الْمِيلَادِ الَّذِي بَدَّدَ ظُلُمَاتِ الْجَهْلِ بِالْهِدَايَةِ، وَبَشِيرِ النَّذِيرِ الَّذِي أَحْيَا الْأُمَمَ بِرِسَالَةِ الرَّحْمَةِ وَالْغَايَةِ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ، حَمَلَةِ أَمَانَةِ الدَّعْوَةِ إِلَى يَوْمِ الْجَزَايَةِ. أَمَّا بَعْدُ:

حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ دو عالم، نورِ مجسم، رحمۃ للعالمین، شاہِ مدینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت، دنیا کے لیے ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس کا چرچہ صدیوں سے کیا جا رہا تھا، سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہم السلام سے لے کر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی نبی اور رسول علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے ہر ایک نے دنیا والوں کو ان کی ولادت کی خوش خبری دی۔ ع

رُسل اُنہیں کا تو مژدہ سنانے آئے ہیں
اُنہیں کے آنے کی خوشیاں منانے آئے ہیں

یہ وہ لمحہ تھا جس کی بشارت اب سے تقریباً پچیس سو (۲۵۰۰) سال پہلے دی جا چکی تھی، یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے لگ بھگ ایک ہزار سال پہلے ہی دنیا والوں کو آپ کے میلادِ مبارک کی خبر یمن کے بادشاہ "تبع حمیری" کے ذریعہ ایک انوکھے

انداز میں دے دی گئی تھی۔

تبع حمیری کا قافلہ

یمن کی سرزمین، جہاں سونے کی چمک اور چاندی کی جھنکار سے شہر ستاروں کی مانند جگمگاتے تھے، ایک عظیم بادشاہ "تبع اسعد ابو کرب حمیری" کی سلطنت کا گہوارہ تھی۔ تاریخ اسے "تبع اوّل" یا "تبع حمیری" کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اہلِ یمن اپنے بادشاہ کو "تبع" کہتے، گویا یہ لقب اس کی عزت وعظمت اور رفعت و بلندی کا تاج تھا۔ ایک دن "تبع" نے اپنے مقتدر وزیر کے ساتھ ایک شاندار سفر کا ارادہ کیا۔ وہ اپنے ہمراہ پیدل چلنے والے ایک لاکھ تیرہ ہزار (۱۱۳۰۰۰) اور ایک لاکھ تیس ہزار (۱۳۰۰۰۰) گھڑسواروں کی ایک عظیم فوج کے ساتھ زمین کی مسافتوں کو طے کرتے ہوئے سفر پر نکلا۔ یہ قافلہ کوئی معمولی قافلہ نہ تھا؛ یہ ایک چلتا پھرتا سمندر تھا، جس کی لہریں زمین کو چھوتی تھیں، گھوڑوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی جھنکار، اور دھول کے بادل اس کی عظمت کی داستان سنا رہے تھے۔

ہر شہر جہاں سے یہ سمندر گزرتا، اس کی شان وشوکت اور طاقت و قوت سے متاثر ہو کر لوگ دروازوں پر پھولوں کی مالائیں سجائے ایسے کھڑے ہو جاتے، جیسے پھول سورج کی کرنوں کے استقبال کو کھل اٹھتے ہیں۔ تبع نے ایک عہد باندھا تھا: ہر شہر سے چند علما کو اپنے قافلے میں

شامل کرنا، گویا وہ علم و ادب اور فہم و فراست کے موتیوں کو ایک ہار میں پرونے کی کوشش کر رہا ہو، یوں کئی شہروں کے سفر کے بعد تقریباً چار ہزار (۴۰۰۰) علمائے کرام اس قافلے کے زیور بن گئے، جیسے آسمان سے تاروں کی قطار زمین پر اتر آئی ہو۔ ہر عالم کی زبان پر علم کی روشنی جھلملاتی تھی، اور ان کی موجودگی قافلے کو ایک عظیم علمی روحانی شان عطا کرتی تھی۔

تبع کا دل فخر سے لبریز تھا، لیکن کہیں اس کے سینے کے ایک گوشے میں ایک نامعلوم بے چینی موجزن تھی، وہ سوچتا، "میں زمین کا مالک ہوں، لیکن یہ بے سکونی کیوں؟" یہ بے چینی اسے ایک ایسی منزل کی طرف کھینچ رہی تھی جس کا نام اسے معلوم نہ تھا، لیکن جو صدیوں بعد مکہ کی سرزمین پر نورِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں طلوع ہونے والی تھی۔

کیا تبع کی یہ بے چینی اسے اس عظیم نور کی طرف لے جائے گی جو مکہ کی سرزمین پر طلوع ہونے والا ہے؟.....................

مکہ کی خاموشی اور خانۂ کعبہ کی آواز

مکہ کوئی شہر نہیں تھا، وہ ایک آئینہ تھا جو دلوں کو اس عظیم حقیقت کی طرف بلاتا تھا جو ابھی آنا تھی۔

جب تبع کا قافلہ مکہ کی وادی میں داخل ہوا، زمین گھوڑوں کے سموں کی دھمک سے لرز اٹھی، جیسے کوئی عظیم موج ساحل سمندر سے ٹکرا رہی

ہو۔سنہری نیزوں کی چمک سورج سے ٹکرا رہی تھی، اور تبع کا تاج گویا کہ دھوپ میں چمک رہا تھا، لیکن مکہ خاموش تھا۔نہ کوئی نعرہ بلند ہوا، نہ پھولوں کی مالائیں سجائی گئیں۔ ریت کی گرمی، ہوا کی سرسراہٹ، اور لوگوں کی خاموشی اس شہر کی سادگی کی گواہی دے رہی تھی۔ وسط میں کھڑا خدا کا مقدس گھر کعبہ شریف اپنی روحانی عظمت سے ہر آنے والے کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا، جیسے کوئی خاموش آواز دلوں کو ایک عظیم حقیقت کی طرف بلا رہی ہو۔

تبع کے دل میں غصے کی آگ بھڑک اٹھی، جیسے کوئی شعلہ اس کے سینے کو جلا رہا ہو۔ وہ، جو ایک عظیم فوج کا سردار تھا، جس کے سامنے شہر جھک جاتے تھے، کیا مکہ کے ان چند لوگوں کی بے اعتنائی برداشت کرتا؟ اس نے نہایت ہی غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے اپنے وزیر سے پوچھا:

”یہ کیا ماجرا ہے؟ کیا مکہ والوں کو میری عظمت کی کوئی بھی پروا نہیں؟“

وزیر نے سر جھکاتے ہوئے کہا: ”بادشاہ سلامت! یہ مکہ والوں کی ایک عمارت ہے، جسے وہ کعبہ کہتے ہیں، وہ دل و جان سے اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اسے اپنی عزت و عظمت اور رفعت و بلندی کا نشان مانتے ہیں۔شاید یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کی آمد پر خاموش ہیں۔“

یہ سن کر تبع کا خون کھول اٹھا، اس کی آنکھوں میں ایسا شعلہ بھڑک

اٹھا جیسے ان سے چنگاریاں نکل پڑے یں گی، اس نے دل میں ٹھان لی کہ وہ مکہ شریف کے تمام مردوں کو قتل کر دے گا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنائے گا، اور کعبہ شریف کو گرا کر اس کا نام ونشان مٹا دے گا۔ لیکن جیسے ہی یہ برا خیال اس کے دل میں آیا، اس کے سر میں شدید درد اٹھا، جیسے کوئی تیز دھار اس کے وجود کو چیر رہی ہو۔ اس کی آنکھوں، کانوں، ناک اور منہ سے بدبودار پانی بہنے لگا، گویا اس کا جسم اس کی بغاوت اور برے قصد کی سزا بھگت رہا ہو۔ ایسی بدبو تھی کہ اس کے قریب کھڑا ہونا بھی محال ہو گیا۔ قافلے کے لوگ اس سے دور بھاگنے لگے، جیسے وہ ایک خوفناک سایہ ہو۔

کیا یہ عذاب تبع کے غرور کی سزا ہے، یا یہ اسے اس عظیم حقیقت کی طرف لے جانے والی ایک آواز ہے جو مکہ میں طلوع ہو گی؟..........

آسمانی عذاب اور حکمت کا نور

کعبہ صرف عمارت ہی نہیں، وہ دلوں کا محور ہے جو نبی آخر الزماں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتا ہے۔

رات کا سناٹا تھا، تبع کا خیمہ، جو کل تک بادشاہت کی شان وشوکت کا مرکز تھا، آج آہوں اور کراہوں سے گونج رہا تھا، جیسے کوئی زخمی جانور اپنی آخری سانس لے رہا ہو۔ اس کا چہرہ درد سے متغیر ہو چکا تھا، اور اس کی آنکھوں سے بہتا بدبودار پانی ہر ایک کو اس سے متنفر کر کے دور بھگا رہا تھا۔

طبیبوں نے ہر دوا آزمالی، لیکن سب بے سود، گویا کہ:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

تبع، جو کل تک خود کو روئے زمین کا مالک سمجھتا تھا، آج درخت کے سوکھے ہوئے کمزور پتوں کی مانند لرز رہا تھا اور اس کا دل چیخ رہا تھا "میں ایک عظیم بادشاہ ہو کر بھی اس عذاب کا شکار کیوں ہوں؟"

وزیر نے طبیبوں سے مشورہ کیا، لیکن سب نے ہاتھ کھڑے کر دیے اور انہوں نے کہا: "ہمیں لگتا ہے کہ یہ کوئی آسمانی عذاب ہے، اس کو ٹالنا ہمارے بس سے باہر ہے۔" تبع کی نیندیں اڑ گئیں، حواس فاختہ ہو گیے، وہ راتوں کو آہیں بھرتا، درد سے کراہتا، اور دن کو بے چینی میں گزارتا، جیسے کوئی قیدی اپنی زنجیروں سے آزاد ہونے کی تڑپ میں مسلسل جدوجہد کر رہا ہو۔

اچانک رات کے تیسرے پہر ایک سادہ لباس میں ملبوس ایک "عالم دین" وقار کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا، اس کی آنکھوں میں علم و حکمت کی چمک تھی، جیسے کوئی دیا رات کے اندھیرے میں روشن ہو۔ اس نے وزیر سے رازداری مانگی اور کہا: "اگر بادشاہ میرے ایک سوال کا سچا جواب دے تو میں اس کا علاج کر سکتا ہوں۔"

وزیر نے یہ بات تبع کو بتائی۔ عظیم پریشانی میں گرفتار، درد سے نڈھال بادشاہ فوراً راضی ہو گیا، جیسے کوئی ڈوبتا ہوا مسافر تنکے کا سہارا لے لے۔ جب عالم اور تبع تنہائی میں ملے، عالم نے گہری نگاہوں سے اسے

دیکھا اور پوچھا، اے بادشاہ! تو مجھے سچ سچ بتا، تیرے دل میں کعبہ شریف کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟"

تبع نے جھجکتے ہوئے کہا: "میں... میں اسے گرا دینا چاہتا تھا، مکہ والوں نے میری عزت کو ٹھوکر ماری، تو میں نے سوچا.." اس کی آواز درد سے لرز رہی تھی، جیسے کوئی ٹوٹتا ہوا شیشہ۔

عالم نے کہا: "اے بادشاہ! کعبہ کوئی صرف پتھروں کی ہی عمارت نہیں ہے بلکہ یہ اس ذات کا گھر ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے، وہ چھپی باتوں اور دل کے ارادوں کو بھی جان لیتا ہے، تیری بیماری اسی بری نیت کی سزا ہے، اپنے دل سے یہ بُرا اِرادہ فوراً نکال کر پھینک دے، ورنہ یہ درد تجھ کو لے ڈوبے گا۔"

تبع کے دل میں ایک طوفان اٹھا، لیکن درد اسے رحم مانگنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور دل سے پکارا، "اے کعبہ کے رب! میں تیری عظمت کے سامنے جھکتا ہوں، میں اپنی حرکت پر شرمندہ ہوں، میری خطا معاف فرما!" جیسے ہی یہ الفاظ اس کے لبوں سے نکلے، اس کے جسم میں ایک خنکی دوڑ گئی، درد غائب ہونے لگا، اور اس کی روح پر ایک ایسا سکون چھا گیا، جیسے کوئی پرندہ قفس سے آزاد ہو کر آسمان کی طرف اڑ گیا ہو۔

کیا تبع کی یہ توبہ اسے نبی آخر الزماں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف لے جائے گی جو مکہ میں طلوع ہونے والے ہیں؟.........

ایمان کی روشنی اور میلاد کی نوید

کعبہ دلوں کا محور تھا، لیکن اس کی عظمت کی تکمیل اس نور سے ہوئی جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں طلوع ہوا۔

تبع کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، جیسے کوئی اندھا شخص اچانک روشنی دیکھ لے۔ وہ، جو کل تک اپنی بادشاہت کے غرور میں ڈوبا تھا، آج رب کی عظمت کے سامنے جھک چکا تھا، عالم کی باتوں نے اس کے دل میں ایک ایسی روشنی جگائی تھی کہ جس سے اس کے دل کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔اس نے عالم سے پوچھا: "یہ کعبہ کیا ہے جو میرے دل کو بدل گیا؟"

عالم نے کہا: "یہ وہ گھر ہے جو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا، یہ دلوں کا محور ہے، جہاں ہر سچا بندہ اپنی روح کی پناہ مانگتا ہے۔ تبع نے عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنا سر جھکایا اور دل سے ربِ کعبہ پر ایمان لے آیا۔ وہ دینِ ابراہیمی پر قائم ہوگیا۔اس نے کعبہ کی تعظیم کے لیے عمدہ قسم کے سات غلاف تیار کروائے، اِس سے پہلے کبھی کسی نے کعبہ پر غلاف نہیں چڑھایا تھا، تبع کا تیار کروایا گیا غلاف کعبہ شریف پر چڑھایا جانے والا پہلا غلاف تھا۔ اس کے بعد تبع نے مکہ مکرمہ والوں کو کعبہ شریف کی حفاظت کا حکم دیا اور اپنا قافلہ لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ

ہو گیا، جیسے کوئی مسافر اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہو۔

تبع کی توبہ اس کی روح کی نجات تھی، لیکن کیا مدینہ کی سرزمین اسے نبی آخر الزماں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی نوید سنائے گی؟....

غیر آباد مدینہ اور میلاد کی امید

مدینہ کوئی شہر نہیں تھا، وہ ایک امید تھی جو نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کے انتظار میں سانس لیتی تھی۔

مدینہ اس وقت ایک ایسی غیر آباد جگہ تھی، جیسے کوئی دل، جس نے ابھی تک محبت کی دھوپ نہ چھوئی ہو۔ وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا، جس کا پانی رات کی خنکی میں ہلکی سی آواز پیدا کرتا، جیسے کوئی دعا فضا میں گونج رہی ہو۔ تبع کے قافلے نے اسی چشمے کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ رات کے سناٹے میں خیموں کی روشنیاں جگمگاتی تھیں، جیسے زمین پر تاروں کا ایک جھرمٹ اتر آیا ہو۔

علمائے کرام نے رات کی تاریکی میں مشورہ کیا اور علما کی ایک بڑی تعداد نے یہ حتمی فیصلہ بھی کرلیا کہ وہ اس مبارک سرزمین کو کبھی نہ چھوڑیں گے، چاہے تبع انہیں جلا ڈالے یا مار ڈالے۔ جب وزیر نے یہ خبر تبع کو سنائی تو اس کو حیرانی ہوئی، اس نے وزیر کو وجہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ علما نے کہا: ”ایک عظیم نبی تشریف لائیں گے، جن کا نام ”محمد“ (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم) ہوگا۔ ان کی ولادت مکہ میں ہوگی، اور وہ مدینہ کو اپنی ہجرت سے نوازیں گے۔ ہم اس امید پر یہاں رہنا چاہتے ہیں کہ شاید ہماری اولاد ان کا دیدار کر پائے۔" یہ سن کر تبع کا دل نرم ہو گیا، اس نے ایک سال تک مدینہ میں قیام کیا اور علما کے لیے گھر بنوائے، ان کی شادیاں کروائیں، اور انہیں خوب مال و دولت سے نوازا، جیسے کوئی باغبان اپنے پودوں کو پانی دیتا ہے۔

کیا تبع کی یہ امید اسے نبی آخر الزماں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی روشنی سے منور کرے گی؟............

ایک خط جو میلادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوید لے کر آیا

تبع کا خط کوئی کاغذ نہ تھا، وہ ایمان کی ایک ایسی امانت تھی جو نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے انتظار میں محفوظ رہی۔

جب تبع کا مدینہ منورہ سے جانے کا وقت آیا، اس کے دل میں ایک بے چینی تھی، جیسے کوئی مسافر اپنی منزل سے دور ہو کر تڑپ رہا ہو، گویا کہ وہ جانتا تھا کہ شاید وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ مل سکے گا، لیکن اس کا ایمان اسے ایک گواہی دینے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا اعتراف کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔

اس نے ایک خط لکھا:

”تبع اوّل حمیری بن ورُدَع کی طرف سے دو جہاں کے رب کے رسول، محمد بن عبداللہ خاتم النبیین، رسول رب العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف۔ (یہ خط اللہ کی امانت ہے، جس کو ملے وہ اس کے مالک تک پہنچائے)۔“

”اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ پر اور آپ کی شریعت پر ایمان لاتا ہوں۔ اگر میں آپ کی صحبت پانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ رب کا انعام ہوگا۔ اگر یہ سعادت نہ مل سکی تو آپ قیامت کے دن میری شفاعت کیجیے گا۔ میں آپ کا امتی ہوں اور آپ کے والد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔“

یہ خط لکھ کر تبع نے اس پر اپنی سنہری مہر لگائی، جس پر یہ عبارت کندہ تھی: ”**لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللّٰهِ**“۔ (یعنی حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے)۔

اس نے یہ خط اس عالم کو سونپا جس نے اس کی اصلاح کی تھی، اور وصیت کی کہ یہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچایا جائے۔ اس کے بعد تبع ہند کے شہر غلسان چلا گیا، جہاں اس کا انتقال ہو گیا۔ لیکن

اس کا خط نسل در نسل محفوظ رہا، جیسے کوئی امانت سینوں میں چھپی رہی ہو۔

تبع کا خط اس عظیم نبی کی ولادت کی بشارت تھا، لیکن کیا یہ اپنی منزل تک پہنچ پائے گا؟...............

ہزار سال کا انتظار اور میلاد کی روشنی

یہ خط ایک ایمان کا پرچم تھا جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی روشنی میں لہرایا۔

تبع کے انتقال کے تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) سال بعد، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، تریپن (۵۳) سال مکہ مکرمہ کو نوازنے کے بعد، پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا، اس ہجرت میں مسلمانوں کی مدد کرنے والے مدینہ شریف کے مسلمانوں کو "انصار" کہا جاتا ہے۔ یہ انصار انہی چار سو علما کی اولاد سے تھے اور ایک ہزار (۱۰۰۰) سال سے نسل در نسل خط کی حفاظت کرتے آرہے تھے۔ جب انصار کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ شریف تشریف آوری کا ارادہ معلوم ہوا تو ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

انہوں نے مشورہ کیا کہ یہ خط کس طرح بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچایا جائے ان لوگوں کی مجلسِ مشاورت میں صَحابیِ رسول

حضرتِ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے جو مکہ شریف سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے تھے، اُنہوں نے مشورہ دیا کہ کسی قابل اعتماد آدمی کو یہ خط دیا جائے جو بحفاظت اِسے بارگاہِ رِسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پہنچا سکے، چنانچہ وہ خط ابو لیلیٰ انصاری کے سپُرد کر دیا گیا جو بعد میں ایمان لے آئے تھے۔

ابو لیلیٰ انصاری خط لے کر روانہ ہوئے۔ان کے دل میں امید تھی، جیسے کوئی مسافر اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہو۔ جب وہ قبیلہ بنو سلیم کے علاقے میں پہنچے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پکارا: ”اَنتَ ابو لیلٰی؟“ یعنی کیا تم ابو لیلیٰ ہو؟ ابو لیلیٰ نے حیران ہو کر کہا: ”جی ہاں۔“ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وَمَعَکَ کِتَابُ تُبَّعِ الْاَوَّل“۔ یعنی تمہارے پاس ہی تبع اوّل کا خط ہے۔

یہ سن کر ابو لیلیٰ انصاری حیران رہ گئے اور انہیں تعجب ہوا کہ یہ کون شخصیت ہیں جو میرا نام بھی جانتے ہیں اور میرے یہاں آنے کے مقصد سے بھی واقف ہیں! اس لیے عرض کی: ”آپ کون ہیں؟“ فرمایا: ”میں ہی محمد ہوں، خط لاؤ!“ یہ سن کر ابو لیلیٰ انصاری نے اپنا تھیلا کھولا اور تبع بادشاہ کا تقریباً ایک ہزار سال پرانا مہر لگا ہوا خط بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط پڑھ کر سنانے کا حکم فرمایا، جب خط سنایا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

"مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ" یعنی نیک" بھائی کو خوش آمدید! نیک بھائی کو خوش آمدید! نیک بھائی کو خوش آمدید!" اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولیلیٰ انصاری کو مدینہ شریف لوٹ جانے کا حکم دے دیا۔

کیا یہ خط مدینہ کو اس عظیم نبی کی آمد کی روشنی سے منور کرے گا؟.......

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ طیبہ آمد اور میلاد کا جشن

مدینہ ایک وعدہ تھا جو نبی آخر الزماں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی روشنی سے پورا ہوا۔

جب ابولیلیٰ مدینہ واپس پہنچے، انہوں نے خط پہنچانے کی داستان سنائی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا" کی صداؤں کے ساتھ مدینہ تشریف لائے، ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ آپ ان کے یہاں قیام فرمائیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میری اونٹنی کو چھوڑ دو!" چنانچہ اونٹنی چلتے چلتے صحابی رسول حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے آگے رک گئی، حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُنہی عالم کی اولاد میں سے تھے جنہوں

نے تبع کی اصلاح کی تھی اور آپ کا مکان وہی مکان تھا جو تبع نے خاص پیارے آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنوایا تھا۔

نوٹ: یہ مضمون مندرجہ ذیل کتابوں سے ماخوذ ہے:

(۱) السيرة النبوية لابن كثير، ص: ۲۱، دار الفكر للطباعة و النشر و التوزيع، بيروت

(۲) السيرة الحلبية، باب بنيان قريش الكعبة شرفها الله تعالى، ج: ۱، ص: ۲۵۰، دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) الأعلام للزركلی، تبع الحميری، ج: ۲، ص: ۱۷۵، دار العلم للملايين

(۴) تاريخ دمشق، ج: ۱۱، ص: ۳/تا ص: ۱۴، دار الفكر للطباعة و النشر والتوزيع، بيروت

(۵) سير اعلام النبلاء، ج: ۸، ص: ۱۶۵، دار الحديث، القاهرة

۹ / ربیع النور ۱۴۴۷ھ